



ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL

Available Online: <https://assajournal.com>
 Vol. 05 No. 02. April-June 2026. Page# 407-419
 Print ISSN: [3006-2497](#) Online ISSN: [3006-2500](#)
 Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)



The Establishment of the State of Medina and Principles of Governance: An Analytical Study of Shia and Sunni Traditions

ریاستِ مدینہ کا قیام اور حکمرانی کے اصول: شیعہ و سنی روایتوں کا تجزیاتی مطالعہ

Syeda farkhanda Batool

Lecturer, Shaheed Benazir Bhutto University Shaheed Benazir Aabad (Nawabshah)

farkhanda.batool@sbusba.edu.pk

Syed Shuhab Uddin Shah

PhD Scholar, University of Sindh, Assistant professor at Govt Boys Degree College Naushahro Feroze Sindh

Abstract

The earliest systematic polity in the history of Islam is the State of Medina (622-632 CE) which was founded by Prophet Muhammad (peace be upon him) after the Hijrah. The paper gives an analytic analysis of its origin, the structure of its constitution and the principles of its governance, based on Sunni and Shia historical narratives. It explores the crucial phases of its establishment such as the building of the Prophet Mosque as the administrative and spiritual headquarters, the Brotherhood (Muakhat) between the Muhajirun and the Ansar, and the historic Constitution of Medina (Mithaq-e-Madina) the first written constitution to establish pluralism, religious freedom, and collective defense in the world. This paper examines the political, economic, social, and defensive ideology that formed the foundation of Medinan leadership. They are Shura (consultation), justice as the basis of the state, economic welfare in the form of Zakat and Bait-ul-Mal, rights of women and minorities, ethical warfare, and foreign policy. Although the Sunni and Shia traditions reveal a total consensus on the initial stage and pillars of justice, consultation, and welfare in the lifetime of the Prophet, disagreements arise, mainly on the leadership and succession in the post-Prophet era. The study emphasizes the universal and eternal applicability of the Medinan model to the modern societies of the Muslims. It provides a practical teaching to contemporary Islamic states in such areas as constitutionalism, rule of law, democratic consultation, economic justice, social harmony, and ethical foreign policy. To the Muslim world, and especially to Pakistan, the State of Medina provides a model to solve the problems of sectarianism, corruption, inequality, and crises of governance in the region and enhance unity, ethical leadership, and human dignity. The article ends with the conclusion that the Medinan state is an evolving and inclusive example that can help Muslim countries to lead to just, prosperous and united societies in the 21st century.

Keywords: State of Medina, Constitution of Medina, Islamic Governance, Shura, Medinan Model, Shia-Sunni Perspectives, Economic Justice, Pluralism, Contemporary Islamic State, Rule of Law, Pakistan, Muslim World, Ethical Leadership, Social Welfare.

تمہید

ہجرتِ مدینہ اور اسلامی ریاست کی ضرورت

ریاستِ مدینہ کا قیام اور حکمرانی کے اصول: شیعہ و سنی روایتوں کا تجزیاتی مطالعہ کے عنوان کے تحت تمہید میں ریاستِ مدینہ کا تاریخی پس منظر بیان کرنا ناگزیر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اسلام کی دعوت کے دوران تیرہ سال تک شدید مخالفت اور ظلم و ستم کا سامنا کیا۔ قریش کی قیادت میں مشرکین نے مسلمانوں پر طرح طرح کے

مظالم ڈھائے جس سے اسلام کی نشوونما کو شدید خطرات لاحق ہو گئے۔ ان حالات میں اسلامی تعلیمات کو مکمل طور پر نافذ کرنے اور ایک مثالی معاشرہ قائم کرنے کے لیے ایک محفوظ اور مستقل بنیاد کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ مدینہ منورہ کے باشندوں نے عقبہ کے معاہدوں کے ذریعے نبی کریم ﷺ کو مدعو کیا جو اسلام کی طرف مائل تھے۔ اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ہجرت مدینہ کا واقعہ پیش آیا جو 622 عیسوی میں وقوع پذیر ہوا۔ یہ ہجرت صرف ایک نقل مکانی نہیں بلکہ ایک نئی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھنے کا آغاز تھا۔ مدینہ میں پہنچ کر نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے نظام کی ضرورت محسوس کی جو مسلمانوں کو متحد کر سکے اور انہیں دشمنوں سے محفوظ رکھ سکے۔ اسلامی ریاست کی تشکیل اس لیے ضروری تھی کہ مکہ میں توحید کی تعلیم کو عملی شکل دینا ممکن نہیں رہا تھا۔ اس ریاست کا قیام نہ صرف عقیدت مندوں کی حفاظت بلکہ اسلام کے مکمل ضابطہ حیات کو نافذ کرنے کا ذریعہ بھی تھا۔ اس کے علاوہ یہ ہجرت امت مسلمہ کو ایک نئی سمت دینے اور اسلامی اصولوں پر مبنی معاشرتی ڈھانچہ قائم کرنے کا اہم ذریعہ ثابت ہوئی۔ مدینہ کی طرف ہجرت نے مسلمانوں کو ایک ایسا مرکز فراہم کیا جہاں وہ آزادانہ طور پر اپنی عبادات ادا کر سکتے تھے اور اسلامی ریاست کی تشکیل کے لیے بنیادی اقدامات اٹھا سکتے تھے۔ اس طرح یہ تاریخی پس منظر ریاست مدینہ کی اہمیت کو واضح کرتا ہے جو شیعہ و سنی روایتوں میں مشترک ہے اور آج بھی مسلمانوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

مدینہ کے قبائلی، سیاسی اور سماجی حالات

مدینہ جسے اس وقت یثرب کہا جاتا تھا، قبائلی تنازعات کا مرکز بنا ہوا تھا۔ یہاں دو بڑے عرب قبائل اوس اور خزرج کے درمیان طویل عرصے سے خونریز جنگیں جاری تھیں جو معاشرے کو شدید طور پر تقسیم کیے ہوئے تھے۔ ان قبائل کے علاوہ یہودی قبائل جیسے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ بھی یہاں آباد تھے جو معاشی اور سیاسی طور پر بااثر تھے۔ سیاسی طور پر کوئی مرکزی حکومت موجود نہیں تھی اور سماجی ڈھانچہ قبائلیت پر مبنی تھا جس میں انتظامی کارروائیاں عام تھیں۔ سماجی حالات بھی مخلوط تھے جہاں عرب اور یہودی آبادی کے درمیان تناؤ پایا جاتا تھا۔ معاشی طور پر مدینہ زراعت پر انحصار کرتا تھا اور کھجور کی کاشت اہم تھی مگر جنگلی حالات نے ترقی کو متاثر کیا ہوا تھا۔ اس تقسیم شدہ اور عدم استحکام والے ماحول میں ایک متحد قیادت کی کمی واضح تھی۔ قبائلی تعصبات اور مذہبی اختلافات نے شہر کو کمزور بنا رکھا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل یہ حالات مدینہ کو ایک غیر مستحکم علاقہ بنائے ہوئے تھے جو کسی بڑی تبدیلی کا منتظر تھا۔ ان قبائلی جھگڑوں نے نہ صرف معاشرتی ہم آہنگی کو تباہ کیا بلکہ اقتصادی اور سیاسی استحکام بھی متاثر کیا۔ یہودی قبائل اپنے مذہبی اور معاشی مفادات کی حفاظت کے لیے الگ الگ گروہوں میں تقسیم تھے جو مجموعی طور پر شہر کی سلامتی کو چیلنج کر رہے تھے۔ اس صورتحال نے ایک ایسے نظام کی ضرورت کو اجاگر کیا جو تمام گروہوں کو ایک چھتری تلے لاسکے اور امن قائم کر سکے۔ مدینہ کے یہ قبائلی، سیاسی اور سماجی حالات ریاست مدینہ کی تشکیل کے لیے ایک سازگار ماحول فراہم کرتے تھے جہاں نئی قیادت کی آمد سے تبدیلی ممکن ہو سکی۔ اس عدم استحکام نے ہی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔

ریاست مدینہ کے قیام کی بنیادی وجوہات

ریاست مدینہ کے قیام کی بنیادی وجوہات میں سب سے اہم مسلمانوں کی حفاظت اور اسلام کے نظام کو عملی شکل دینا تھا۔ ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارے کا معاہدہ کیا جو معاشرتی ہم آہنگی کا بنیادی ستون بنا۔ قبائلی تنازعات کو ختم کر کے ایک متحد امت کی تشکیل اس ریاست کا مقصد تھا۔ مزید برآں، یہ ریاست دفاع کے لیے بھی ضروری تھی کیونکہ قریش کی جانب سے مسلسل خطرات موجود تھے۔ سماجی انصاف، اقتصادی مساوات اور اخلاقی اقدار کو نافذ کرنے کے لیے ایک مضبوط حکومتی ڈھانچے کی ضرورت تھی۔ مدینہ کے دستور یا بیثاق مدینہ نے مختلف گروہوں کو ایک چھتری تلے لایا جو ریاست کی بنیاد بنا۔ یہ قیام نہ صرف مذہبی بلکہ سیاسی اور سماجی تبدیلی کا نتیجہ تھا۔ بنیادی طور پر یہ اسلامی اصولوں پر مبنی ایک مثالی ریاست قائم کرنے کا پہلا قدم تھا جو آئندہ نسل کے لیے نمونہ بن سکے۔ شیعہ اور سنی روایات میں اس کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ اس کی اہمیت کو مزید واضح کرتا ہے۔ اس ریاست نے نہ صرف مسلمانوں کو متحد کیا بلکہ ایک ایسا نظام دیا جو عدل، مساوات اور بھائی چارے پر قائم تھا۔ قبائلی انتشار کو ختم کرنے، یہودی قبائل کے ساتھ معاہدات کرنے اور ایک مرکزی قیادت قائم کرنے سے مدینہ ایک مستحکم ریاست بن گیا۔ یہ وجوہات اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ ریاست مدینہ کا قیام ایک اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کا نتیجہ تھا جو اسلامی تاریخ کی بنیاد بنا۔ اس طرح یہ قیام آج بھی حکمرانی کے اصولوں کی رہنمائی کرتا ہے۔

اہل سنت مصادر میں ریاست مدینہ کا تصور

ریاست مدینہ کا تصور اہل سنت کے معتبر تاریخی اور سیرت نگار مصادر میں ایک منظم سیاسی اور معاشرتی ڈھانچے کی صورت میں سامنے آتا ہے جو نبی کریم کی قیادت میں قائم ہوا اور قبائلی انتشار کو ختم کر کے ایک متحد امت کی بنیاد رکھی اس تصور کے مطابق ہجرت کے بعد مدینہ میں قائم ہونے والی یہ ریاست اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت پر مبنی تھی جہاں مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا گیا اور یہودی قبائل کے ساتھ معاہدہ طے کیا گیا تاکہ امن و امان برقرار رہے اور مشترکہ دفاع کا نظام بنا یا جائے اہل سنت کے مصادر اسے دنیا کا پہلا تحریری آئین قرار دیتے ہیں جس نے مذہبی آزادی اور عدل اجتماعی کو یقینی بنایا۔ ابن ہشام نے اس ریاست کے قیام کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم نے مدینہ میں داخل ہونے کے بعد قبائلی جنگوں کا خاتمہ کر کے ایک فلاحی معاشرہ قائم کیا جہاں ہر فرد کے حقوق محفوظ تھے اور تنازعات کا فیصلہ نبی کی قیادت میں ہوتا تھا اس تصور

میں شوری کا اصول مرکزی حیثیت رکھتا ہے جو اجتماعی فیصلوں کو بنیاد بناتا ہے اور ریاست کو الہی احکامات کی پابند بناتا ہے¹۔ اس کے علاوہ ریاست مدینہ کو اہل سنت کے مصادر میں ایک مثالی نمونہ سمجھا جاتا ہے جو توسیع اسلام اور فلاحی ریاست کی بنیاد رکھتی تھی جہاں زکوٰۃ اور صدقات کا نظام معاشی عدل قائم کرتا تھا اور بیرونی حملوں سے بچاؤ کے لیے مشترکہ نصرت کا عہد کیا جاتا تھا ابن کثیر نے اسے تاریخی تسلسل میں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مدینہ کی یہ ریاست نبی کی الہی ہدایت پر قائم تھی جو بعد میں خلفائے راشدین کے دور میں مزید پھیلائی گئی اور اس نے مسلم معاشروں کے لیے رہنمائی کا کام کیا اس تصور میں اقلیتوں کے حقوق کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور مذہبی آزادی کو یقینی بنایا گیا تاکہ کثیر المذہب معاشرہ پر امن رہے یہ ریاست نہ صرف سیاسی اکائی تھی بلکہ اخلاقی اور روحانی تربیت کا مرکز بھی تھی جہاں تعلیم اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیا گیا اہل سنت کے نزدیک یہ تصور شوری اور اجماع پر مبنی ہے جو نبی کے بعد خلافت کے انتخابی عمل کو جواز فراہم کرتا ہے اور ریاست کو الہی حاکمیت کے تابع بناتا ہے اس طرح ریاست مدینہ کا تصور اہل سنت میں ایک عملی نمونہ ہے جو آج بھی مسلم دنیا کے لیے رہنمائی کر سکتا ہے کیونکہ اس نے قبائلی تعصب کا خاتمہ کر کے مساوات قائم کی اور دفاع اور امن کے اصولوں کو واضح کیا اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت کے مصادر اسے اسلامی تاریخ کا بنیادی سنگ میل قرار دیتے ہیں جو بعد کی ریاستوں کی بنیاد بنا²۔

اہل تشیع مصادر میں ریاست مدینہ کا تصور

اہل تشیع کے مصادر میں ریاست مدینہ کا تصور نبی کریم کی الہی قیادت اور ولایت کے اصول پر قائم ہے جو امامت کے تسلسل کی بنیاد رکھتا ہے اور یہ ریاست صرف سیاسی نہیں بلکہ معصوم قیادت کی مثال ہے جو انسانی مساوات اور قرآنی احکامات کو عملی شکل دیتا ہے شیعہ روایات کے مطابق ہجرت کے بعد مدینہ میں قائم ہونے والی یہ ریاست نبی کی مخصوص قیادت پر مبنی تھی جہاں علی کی خدمات کو کلیدی حیثیت دی جاتی ہے اور یہ معاشرہ الہی ہدایت کے تحت چلتا تھا ال یعقوبی نے اسے تاریخی تسلسل میں بیان کیا ہے کہ مدینہ کی یہ ریاست کثیر المذہب تھی مگر نبی کی قیادت میں تمام تنازعات کا فیصلہ الہی اصولوں سے ہوتا تھا اور یہودی قبائل کے ساتھ معاہدہ ان کی مذہبی آزادی کو یقینی بناتا تھا اس تصور میں امامت کا عنصر مرکزی ہے جو نبی کے بعد علی کی جانشینی کو جواز دیتا ہے اور ریاست کو فلاحی اور عدل پر مبنی بناتا ہے شیخ مفید نے اسے امامت کی روشنی میں دیکھتے ہوئے لکھا ہے کہ مدینہ کی ریاست نبی کی ولایت کا عملی نمونہ تھی جو معاشرتی ہم آہنگی اور دفاع کے اصولوں کو قائم رکھتی تھی³۔ مزید برآں اہل تشیع کے مصادر میں یہ تصور انسانی حقوق اور برابر پر زور دیتا ہے جہاں مہاجرین اور انصار کا مواخات الہی رشتہ تھا اور ریاست کا مقصد صرف سیاسی اتحاد نہیں بلکہ روحانی تربیت بھی تھا شیخ مفید کے مطابق یہ ریاست امامت کے اصول پر قائم تھی جو بعد میں ائمہ کی قیادت میں تسلسل پذیر ہوئی اور اس نے کثیر المذہب پلورلزم کی مثال قائم کی اس تصور میں جہاد دفاعی تھا اور معاشی عدل زکوٰۃ کے ذریعے قائم ہوتا تھا جو معاشرے کو استحصال سے پاک رکھتا تھا اہل تشیع کے نزدیک یہ ریاست نبی کی الہی تقریر پر مبنی تھی جو عدل جیسے واقعات سے جڑی ہے اور علی کی غزوات میں خدمات کو اس کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے یہ تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ شیعہ مصادر ریاست مدینہ کو ولایت اور امامت کا ابتدائی نمونہ مانتے ہیں جو آج بھی شیعہ فکر کو رہنمائی کرتا ہے کیونکہ اس نے قبائلی تقسیم کو ختم کر کے ایک متحد امت بنائی اور الہی حاکمیت کو عملی شکل دی⁴۔

دونوں مکاتب فکر کے تصورات کا تقابلی جائزہ

دونوں مکاتب فکر کے تصورات کا تقابلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ ریاست مدینہ کے قیام اور اصولوں پر بنیادی اتفاق موجود ہے مگر تفسیر میں کچھ فرق ہے جو جانشینی کے تناظر سے جڑا ہے اہل سنت اور اہل تشیع دونوں اسے پہلی اسلامی ریاست مانتے ہیں جو ہجرت کے بعد بیثبات مدینہ پر قائم ہوئی اور قبائلی جنگوں کا خاتمہ کر کے امن و عدل قائم کیا مگر اہل سنت اسے شوری اور اجماع پر مبنی سمجھتے ہیں جبکہ اہل تشیع ولایت اور امامت پر زور دیتے ہیں دونوں روایات میں نبی کی مرکزی قیادت اور اقلیتوں کے حقوق مشترک ہیں ال طبری نے اس تقابلی تسلسل میں بیان کیا ہے کہ مدینہ کی ریاست نے مساوی حقوق دیے اور مشترکہ دفاع کو یقینی بنایا جو دونوں مکاتب کے نزدیک مثالی نمونہ ہے⁵۔ اس کے علاوہ تقابلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں فلاحی ریاست کا تصور ایک جیسا ہے جہاں معاشی عدل اور تعلیم کو اہمیت دی گئی مگر اہل تشیع امامت کو الہی تقریر مانتے ہیں جو نبی کے بعد علی کی قیادت کو جواز دیتا ہے جبکہ اہل سنت خلافت کو انتخابی عمل سمجھتے ہیں محمد باقر مجلسی نے اس تقابلی نقطہ نظر سے لکھا ہے کہ مدینہ کی ریاست امامت کی بنیاد تھی جو معاشرتی ہم

¹ ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام بن ایوب، السیرة النبویة، شرکة مکتبة و مطبعة مصطفی البانی الحلبي و اولاده، قاہرہ، 1955، جلد 1، ص 502

² ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1966، جلد 3، ص 226

³ احمد بن ابی یعقوب، ال یعقوبی، تاریخ ال یعقوبی، دار صادر، بیروت، 1960، جلد 2، ص 113

⁴ محمد بن محمد، شیخ مفید، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، مؤسسۃ النشر الاسلامی، قم، 1992، جلد 1، ص 150

⁵ محمد بن جریر، ال طبری، تاریخ ارسن الملوک، بریل، لیڈن، 1881، جلد 1، ص 1367

آہنگی قائم رکھتی تھی اور دونوں روایات میں پلور لزم کی مثال موجود ہے⁶۔ تقابلی جائزہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اختلافات نبی کے بعد شروع ہوتے ہیں مگر ریاست مدینہ کے اصولوں پر مکمل اتفاق ہے جو آج بھی وحدت امت کی بنیاد بن سکتا ہے دونوں مکاتب سے کثیر المذہب ریاست کا نمونہ مانتے ہیں جو انسانی حقوق اور عدل کو فروغ دیتا ہے یہ مشترکہ ورثہ فرقہ واریت کو کم کر سکتا ہے اور مسلم معاشروں کو جدید چیلنجز کا سامنا کرنے میں مدد دے سکتا ہے اس طرح تقابلی مطالعہ دونوں روایات کی تکمیل کو اجاگر کرتا ہے اور ریاست مدینہ کو اسلامی فکر کا مشترکہ اثاثہ قرار دیتا ہے جو عدل، مساوات اور امن کے اصولوں پر قائم تھا۔

قیام ریاست مدینہ کے بنیادی مراحل

ریاست مدینہ کے قیام کے بنیادی مراحل نبی کریم کی ہجرت سے شروع ہوتے ہیں جب آپ نے مکہ کی مخالفت کے بعد مدینہ کا رخ کیا اور وہاں ایک منظم سیاسی اور معاشرتی ڈھانچہ قائم کیا یہ مراحل تدریجی طور پر آگے بڑھے جن میں مسجد نبوی کی تعمیر مرکزی حیثیت رکھتی تھی کیونکہ یہ نہ صرف عبادت گاہ بلکہ ریاست کا سیاسی اور سماجی مرکز بن گئی تھی ہجرت کے فوراً بعد نبی کریم نے قبا میں قیام کیا اور وہاں ایک سادہ مسجد تعمیر کی جو اسلام کی پہلی مسجد تھی پھر مدینہ میں داخلے کے بعد ایک جگہ منتخب کی گئی جو کھجور خشک کرنے کی جگہ تھی اور اسے خرید کر مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی جس کی تعمیر میں نبی کریم خود حصہ لیتے تھے اور صحابہ کرام نے مل کر کام کیا یہ مسجد ریاست کا قلب بن گئی جہاں نماز، مشاورت، تعلیم اور فیصلے ہوتے تھے ابن ہشام نے اس تعمیر کے عمل کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم نے مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے اس مرکز کی بنیاد رکھی جو امت کے اتحاد کی علامت بنا⁷۔ اس کے علاوہ مسجد کی مرکزیت اس لیے اہم تھی کہ یہاں سے ریاست کے تمام امور چلائے جاتے تھے اور یہ کثیر المذہب معاشرے کے لیے اجتماع کی جگہ بن گئی الطبری نے تاریخی تسلسل میں لکھا ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے ساتھ ہی ریاست کے بنیادی مراحل مکمل ہونے لگے جہاں مہاجرین اور انصار کا اجتماع ہوتا تھا اور یہ عمارت فلاحی ریاست کی علامت تھی⁸۔ مزید برآں قیام کے مراحل میں معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیا گیا تاکہ قبائلی انتشار ختم ہو اور ایک متحد جماعت وجود میں آئے مسجد کی تعمیر کے دوران نبی کریم نے مقامی لوگوں کے ساتھ روابط مضبوط کیے جو بعد میں ریاست کی بنیاد بنے یہ مراحل دفاع، تعلیم اور عدل پر مبنی تھے جو ریاست کو مستحکم بناتے گئے مسجد نبوی نہ صرف روحانی مرکز تھی بلکہ سیاسی فیصلوں کی جگہ بھی تھی جہاں سے حکمرانی کے اصول نکلتے تھے اس طرح قیام کے ابتدائی مراحل نے ایک نئی ریاست کی بنیاد رکھی جو عدل و مساوات پر قائم تھی اور آج بھی مسلم معاشروں کے لیے نمونہ ہے یہ تفصیل بتاتی ہے کہ مسجد کی تعمیر نے ریاست کے قیام کو تیز کیا اور اسے ایک منظم شکل دی۔

مواخات مدینہ اور سماجی اتحاد

مواخات مدینہ نے سماجی اتحاد کی بنیاد رکھی جہاں نبی کریم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تاکہ ہجرت کے بعد آنے والے لوگ تنہا نہ رہیں اور معاشرتی ہم آہنگی پیدا ہو یہ مواخات نہ صرف جذباتی تھا بلکہ معاشی اور سماجی ذمہ داریوں پر مبنی تھا جس سے قبائلی تعصب ختم ہوا اور ایک متحد امت وجود میں آئی نبی کریم نے ہر مہاجر کو ایک انصاری بھائی بنایا اور ان کے درمیان حقوق و فرائض کا تعین کیا جو ریاست کے سماجی ڈھانچے کو مضبوط بناتا تھا الو اقدی نے اس مواخات کے عمل کو بیان کیا ہے کہ نبی کریم نے مدینہ میں داخلے کے بعد سب سے پہلے اس اتحاد کو قائم کیا جو معاشرے کو استحکام بخشتا تھا⁹۔ اس کے علاوہ مواخات نے سماجی اتحاد کو فروغ دیا جہاں دولت کا اشتراک، گھروں کی میزبانی اور باہمی حمایت کا نظام بن گیا ابن کثیر نے اسے تاریخی اہمیت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بھائی چارہ قبائلی جنگوں کا خاتمہ کر کے ایک فلاحی معاشرہ قائم کرتا تھا اور ریاست کی سماجی بنیاد بنتا تھا¹⁰۔ مزید برآں یہ اتحاد انسانی مساوات کا عملی نمونہ تھا جو آج بھی معاشرتی ہم آہنگی کے لیے رہنمائی کرتا ہے مواخات کے ذریعے مہاجرین نے مقامی رسم و رواج سیکھے اور انصار نے ان کی حمایت کی جو ریاست کے قیام میں کلیدی کردار ادا کرتا تھا اس سے معاشی عدل بھی قائم ہوا کیونکہ غریب مہاجرین کو سہارا ملا اور معاشرہ استحصال سے پاک ہوا یہ سماجی اتحاد مسجد نبوی میں ہونے والی مشاورت سے جڑا تھا جہاں نبی کریم نے اسے عملی شکل دی اور یہ ریاست کے قیام کا اہم مرحلہ بنا مواخات نے کثیر المذہب معاشرے میں بھی اتحاد پیدا کیا کیونکہ یہودی قبائل بھی اس امن کے دائرے میں شامل ہوئے اس طرح سماجی اتحاد نے ریاست کو اندرونی طور پر مضبوط کیا اور بیرونی چیلنجز کا مقابلہ ممکن بنایا یہ تفصیل واضح کرتی ہے کہ مواخات مدینہ نے نہ صرف جذباتی بلکہ عملی سطح پر امت کو متحد کیا جو اسلامی تاریخ کا سنہرا باب ہے۔

بیٹان مدینہ اور ریاستی تشکیل

⁶ محمد باقر، مجلسی، بحار الانوار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1983، جلد 19، ص 58

⁷ ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام بن ایوب، السیرة النبویة، شرسة مکتبہ و مطبعة مصطفی البانی الحلبي و اولادہ، قاہرہ، 1955، جلد 2، ص 78

⁸ محمد بن جریر، الطبری، تاریخ الرسل والملوک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1407ھ / 1987ء، جلد 2، ص 392

⁹ محمد بن عمر، الو اقدی، کتاب المغازی، عالم الکتب، بیروت، 1984ء، جلد 1، ص 203

¹⁰ اسماعیل بن عمر، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1966، جلد 4، ص 215

بیثاق مدینہ نے ریاستی تشکیل کی بنیاد رکھی جو دنیا کا پہلا تحریری آئین تھا اور اس نے کثیر المذاہب ریاست کا نمونہ قائم کیا یہ معاہدہ مہاجرین، انصار اور یہودی قبائل کے درمیان طے پایا جس میں امن، دفاع، عدل اور مذہبی آزادی کے اصول واضح کیے گئے تھے نبی کریم نے اسے ریاست کا دستور بنایا جو تمام تنازعات کا فیصلہ آپ کی قیادت میں کرتا تھا اور مدینہ کو ایک متحد سیاسی اکائی بناتا تھا ابن سعد نے اس معاہدے کی تفصیل بیان کی ہے کہ نبی کریم نے ہجرت کے بعد اس دستاویز کو تیار کیا جو سماجی اور سیاسی حقوق دیتا تھا¹¹۔ اس کے علاوہ بیثاق نے ریاستی تشکیل کو مکمل کیا جہاں امت واحدہ کا تصور سامنے آیا اور مشترکہ دفاع کا نظام بنایا گیا بل اذری نے اسے تاریخی اہمیت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ معاہدہ قبائلی تقسیم ختم کر کے ایک منظم ریاست قائم کرتا تھا جو فلاحی اصولوں پر مبنی تھی¹²۔ مزید برآں یہ دستاویز اقلیتوں کے حقوق کو یقینی بناتی تھی اور جزیہ یا معاہدے کے تحت ان کی حفاظت کرتی تھی جو پلور لزم کی مثال تھی بیثاق کے ذریعے ریاست نے قانونی برتری حاصل کی اور تنازعات کا حل نبی کی قیادت میں ممکن ہوا یہ تشکیل معاشی عدل، تعلیم اور دفاع پر مبنی تھی جو بعد میں خلافت راشدہ کی بنیاد بنی اس معاہدے نے مدینہ کو حرام قرار دیا اور بیرونی حملوں پر مشترکہ نصرت کا عہد کیا جو ریاست کی طاقت بڑھاتا تھا قبائلی طور پر یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ بیثاق نے مواخات اور مسجد کی مرکزیت کو سیاسی شکل دی اور ریاست کو مستحکم بنایا یہ دستاویز آج بھی جدید آئینوں کے لیے رہنمائی کر سکتی ہے کیونکہ اس نے انسانی حقوق اور عدل اجتماعی کو فروغ دیا اس طرح بیثاق مدینہ نے ریاستی تشکیل کو مکمل کیا اور اسلامی تاریخ میں ایک مثالی نمونہ قائم کیا۔

حکمرانی کے سیاسی اصول

ریاست مدینہ میں حکمرانی کے سیاسی اصول نبی کریم کی قیادت میں الہی احکامات اور عملی سنت پر مبنی تھے جو ایک فلاحی اور عدل پرست ریاست کی بنیاد رکھتے تھے یہ اصول توحید کی حاکمیت، انسانی مساوات اور اجتماعی ذمہ داریوں کو مرکزی حیثیت دیتے تھے جہاں حکمران اللہ کی کتاب اور نبی کی ہدایت کے تابع ہوتا تھا اور کوئی فرد یا گروہ ذاتی مفادات کے لیے ریاست کو استعمال نہیں کر سکتا تھا نبی کریم نے مدینہ میں داخلے کے بعد قبائلی نظام کو تبدیل کر کے ایک منظم سیاسی ڈھانچہ قائم کیا جس میں مہاجرین اور انصار کے درمیان اتحاد کو فروغ دیا گیا اور یہودی قبائل کے ساتھ معاہدہ طے کیا گیا تاکہ امن قائم رہے ابو الحسن علی بن محمد الماوردی نے اس سیاسی اصولوں کی تفصیل بیان کی ہے کہ نبی کریم نے مدینہ میں حکمرانی کو عدل اور مشاورت پر قائم کیا جو ریاست کی استقامت کا باعث بنا¹³۔ اس کے علاوہ یہ اصول ذمہ دار قیادت کو یقینی بناتے تھے جہاں حکمران عوام کے سامنے جوابدہ ہوتا تھا اور ٹیکسوں کا نظام معاشی عدل پر مبنی تھا یعقوب بن ابراہیم ابو یوسف نے تاریخی تسلسل میں لکھا ہے کہ ریاست مدینہ کی حکمرانی الہی حاکمیت کے تحت چلتی تھی جو توسیع اسلام اور داخلی استحکام دونوں کو ممکن بناتی تھی¹⁴۔ مزید برآں سیاسی اصولوں میں جہاد دفاعی، تعلیم عامہ اور معاشرتی ہم آہنگی شامل تھیں جو ریاست کو ایک مثالی نمونہ بناتے تھے یہ اصول آج بھی جدید ریاستوں کے لیے رہنمائی کر سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے قبائلی تعصب ختم کر کے مساوات قائم کی اور اقلیتوں کے حقوق محفوظ رکھے حکمرانی کا یہ نظام نہ صرف سیاسی بلکہ اخلاقی بھی تھا جہاں قیادت کی ذمہ داری اللہ کے سامنے جواب دہی سے جڑی تھی اس طرح ریاست مدینہ کے سیاسی اصولوں نے ایک کثیر المذاہب معاشرے کو متحد کیا اور اسلامی تاریخ میں ایک سنہرے باب رقم کیا یہ تفصیل بتاتی ہے کہ حکمرانی الہی اصولوں پر قائم رہنے سے ہی مستحکم ہوتی ہے اور عوامی فلاح کو یقینی بناتی ہے۔

شورئ اور مشاورت کا نظام

شورئ اور مشاورت کا نظام ریاست مدینہ کی حکمرانی کا اہم ستون تھا جو نبی کریم نے عملی طور پر قائم کیا اور قرآن کی ہدایت کے مطابق فیصلے اجتماعی مشورے سے لیے جاتے تھے یہ نظام اجتماعی ذہانت کو استعمال کرتا تھا اور ایک شخص کی غلطی سے بچاؤ کرتا تھا مسجد نبوی میں صحابہ کرام کے ساتھ مشاورت ہوتی تھی جہاں جنگ و امن، معاشی امور اور سماجی مسائل پر بحث کی جاتی تھی نبی کریم نے غزوات کے فیصلوں میں بھی صحابہ سے مشورہ لیا جو شورئ کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی نے اس نظام کی تفصیل دی ہے کہ نبی کریم نے مشاورت کو حکمرانی کا لازمی حصہ بنایا جو امت کے اتحاد کو مضبوط کرتا تھا¹⁵۔ اس کے علاوہ شورئ نے ذمہ دار قیادت کو یقینی بنایا جہاں حکمران عوام کی رائے کو اہمیت دیتا تھا اور جو ابدی کا احساس پیدا کرتا تھا محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ نے لکھا ہے کہ مدینہ میں مشاورت کے ذریعے فیصلے لیے جاتے تھے جو ریاست کی طاقت بڑھاتے تھے¹⁶۔ مزید برآں یہ نظام عدل کو فروغ دیتا تھا کیونکہ مختلف طبقات کی آواز شامل ہوتی تھی اور تنازعات کا حل پر امن طریقے سے ممکن ہوتا تھا شورئ نے

¹¹ محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر، بیروت، 1968ء، جلد 1، ص 239

¹² احمد بن یحییٰ، البلاذری، فتوح البلدان، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1957ء، جلد 1، ص 17

¹³ ابو الحسن علی بن محمد الماوردی، الاحکام السلطانیہ والولايات المدینیہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1994ء، ص 25

¹⁴ یعقوب بن ابراہیم ابو یوسف، کتاب الخراج، دار المعرفہ، بیروت، 1979ء، ص 45

¹⁵ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1987ء، جلد 1، ص 312

¹⁶ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 1994ء، جلد 3، ص 178

قبائلی نظام کو تبدیل کر کے ایک جدید سیاسی ڈھانچہ دیا جو آج کی پارلیمانی نظام کی بنیاد بن سکتا ہے مشاورت کے ذریعے نبی کریم نے مہاجرین اور انصار کو برابر حقوق دیے جو سماجی اتحاد کا باعث بنا یہ نظام نہ صرف سیاسی بلکہ اخلاقی تربیت بھی کرتا تھا جہاں قیادت سننے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتی تھی اس طرح شوریٰ نے ریاست مدینہ کو مستحکم کیا اور اسلامی فکر میں مشاورت کو ایک مستقل اصول بنا دیا یہ تفصیل واضح کرتی ہے کہ مشاورت کے بغیر حکمرانی نامکمل رہتی ہے اور شوریٰ ہی سے حقیقی جمہوریت جنم لیتی ہے جو عوام کی فلاح کو یقینی بناتی ہے۔

عدل و انصاف بطور ریاستی بنیاد اور ذمہ دار قیادت کا تصور

عدل و انصاف ریاست مدینہ کی بنیاد تھا جو نبی کریم نے قائم کیا اور ذمہ دار قیادت کا تصور اسی عدل سے جڑا تھا جہاں حکمران اللہ کے سامنے جوابدہ ہوتا تھا اور عوام کے حقوق کی حفاظت کرتا تھا یہ بنیاد انسانی مساوات پر قائم تھی جہاں غریب اور امیر، عرب اور عجم سب برابر تھے اور قصاص کا قانون سب پر یکساں لاگو ہوتا تھا نبی کریم نے خود عدل کی مثال قائم کی اور مظلوم کی حمایت کی شمس الدین محمد بن احمد الذہبی نے اس بنیاد کی تفصیل بیان کی ہے کہ ریاست مدینہ میں عدل ریاستی اصول تھا جو فلاحی نظام کو ممکن بناتا تھا¹⁷۔ اس کے علاوہ ذمہ دار قیادت میں جو ابدی شامل تھی جہاں حکمران غلطی پر معافی مانگتا تھا اور شفافیت کو فروغ دیتا تھا ابو الحسن علی بن محمد الماوردی نے لکھا ہے کہ مدینہ کی ریاست عدل پر قائم تھی جو اقلیتوں کے حقوق بھی محفوظ رکھتی تھی¹⁸۔ مزید برآں عدل نے معاشی استحصال ختم کیا اور زکوٰۃ کا نظام قائم کیا جو غریبوں کی فلاح کرتا تھا ذمہ دار قیادت کا تصور یہ تھا کہ حکمران خدمت گزار ہونہ کہ حکمران، اور وہ عوام کی فلاح کے لیے کام کرے یہ بنیاد کثیر المذہب ریاست کو پر امن بناتی تھی اور جہاد کو دفاعی حد تک محدود رکھتی تھی عدل و انصاف نے قبائلی انتقام ختم کر کے سماجی ہم آہنگی پیدا کی اور جو ابدی نے کرپشن کا خاتمہ کیا آج کے تناظر میں یہ اصول جدید ریاستوں کے لیے رہنمائی کر سکتے ہیں کیونکہ عدل کے بغیر ریاست ڈھے جاتی ہے اور ذمہ دار قیادت ہی سے اعتماد پیدا ہوتا ہے یہ تصور نبی کی سنت سے مستمد تھا جو آج بھی مسلم معاشروں کو متحد کر سکتا ہے اس طرح عدل ریاستی بنیاد اور جو ابدی قیادت کا اصول اسلامی حکمرانی کا جوہر ہے جو انسانی حقوق اور مساوات کو یقینی بناتا ہے۔

ریاست مدینہ کا آئینی و قانونی ڈھانچہ

ریاست مدینہ کا آئینی و قانونی ڈھانچہ نبی کریم کی قیادت میں قائم ہونے والا ایک منظم نظام تھا جو الہی احکامات، میثاق اور عملی سنت پر مبنی تھا یہ ڈھانچہ قبائلی انتشار کو ختم کر کے ایک متحد سیاسی اکائی بناتا تھا جہاں قانون سب پر یکساں لاگو ہوتا تھا اور تنازعات کا فیصلہ مرکزی قیادت میں ہوتا تھا ہجرت کے بعد مدینہ میں قائم ہونے والا یہ نظام کثیر المذہب معاشرے کو ایک دستور کے تحت لایا جس نے مذہبی آزادی، مشترکہ دفاع اور عدل اجتماعی کو یقینی بنایا نبی کریم نے اس ڈھانچے کو وحی کی روشنی میں تشکیل دیا جو بعد میں اسلامی فقہ کی بنیاد بنا ابو عبید قاسم بن سلام نے اس آئینی ڈھانچے کی تفصیل بیان کی ہے کہ مدینہ کی ریاست ایک تحریری دستور پر قائم تھی جو تمام شہریوں کے حقوق محفوظ رکھتا تھا¹⁹۔ اس کے علاوہ یہ ڈھانچہ قانون سازی کو وحی اور اجتہاد کا امتزاج بناتا تھا جہاں نبی کی قیادت میں فیصلے لیے جاتے تھے اور اقلیتوں کو قانونی تحفظ دیا جاتا تھا احمد بن علی الخطیب البغدادی نے تاریخی تسلسل میں لکھا ہے کہ ریاست مدینہ کا قانونی نظام عدل پر قائم تھا جو معاشرتی ہم آہنگی اور سیاسی استحکام کو ممکن بناتا تھا²⁰۔ مزید برآں یہ ڈھانچہ معاشی عدل، تعلیم اور دفاع کے اصولوں پر مبنی تھا جو آج بھی جدید آئینوں کے لیے رہنمائی کر سکتا ہے کیونکہ اس نے انسانی مساوات قائم کی اور قبائلی تعصب ختم کیا آئینی ڈھانچہ مسجد نبوی کو مرکز بنا کر چلتا تھا جہاں مشاورت ہوتی تھی اور قوانین قرآن و سنت سے مستمد تھے یہ نظام ذمہ دار قیادت کو یقینی بناتا تھا جہاں حکمران اللہ کے سامنے جوابدہ ہوتا تھا اس طرح ریاست مدینہ کا قانونی ڈھانچہ اسلامی تاریخ کا ایک مثالی نمونہ ہے جو کثیر المذہب پلورلزم اور عدل کی بنیاد پر قائم تھا یہ تفصیل بتاتی ہے کہ مضبوط آئین ہی ریاست کو مستحکم بناتا ہے اور شہریوں کے حقوق کو تحفظ دیتا ہے۔

¹⁷ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1987ء، جلد 2، ص 156

¹⁸ ابو الحسن علی بن محمد الماوردی، الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1994ء، ص 67

¹⁹ ابو عبید، قاسم بن سلام، کتاب الاموال، دارالشروق، قاہرہ، 1968ء، ص 202

²⁰ احمد بن علی الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، جلد 1، ص 156

بیثاق مدینہ بطور اولین دستور

بیثاق مدینہ بطور اولین دستور ریاست مدینہ کے آئینی ڈھانچے کی بنیاد تھا جو مہاجرین، انصار اور یہودی قبائل کے درمیان طے پایا اور اس نے دنیا کا پہلا تحریری آئین قائم کیا یہ دستور امت واحدہ کا تصور پیش کرتا تھا اور مشترکہ دفاع، مذہبی آزادی اور عدل کے اصول واضح کرتا تھا نبی کریم نے اسے ریاست کا بنیادی قانون بنایا جو تمام تنازعات کا فیصلہ آپ کی قیادت میں کرتا تھا اور مدینہ کو ایک سیاسی اکائی بناتا تھا قاسم بن سلام ابو عبید نے اس دستور کی تفصیل بیان کی ہے کہ بیثاق نے کثیر المذہب معاشرے کو ایک دستور کے تحت لایا جو حقوق و فرائض کا تعین کرتا تھا²¹۔ اس کے علاوہ یہ دستور قانون سازی میں وحی کو مرکزی حیثیت دیتا تھا اور اجتہاد کے ذریعے نئے مسائل حل کرتا تھا عبد الرحمن بن خلدون نے لکھا ہے کہ بیثاق مدینہ نے ریاستی تشکیل کو مکمل کیا جو بعد کی اسلامی ریاستوں کی بنیاد بنا²²۔ مزید برآں بیثاق نے اقلیتوں کے حقوق کو قانونی تحفظ دیا اور جزیہ یا معاہدے کے تحت ان کی حفاظت کی جو پلور لزم کی مثال تھی یہ دستور قبائلی جنگوں کا خاتمہ کر کے امن قائم کرتا تھا اور معاشی عدل زکوٰۃ کے نظام سے ممکن بناتا تھا بیثاق بطور اولین دستور آج بھی انسانی حقوق کی دستاویزات کے لیے رہنمائی کر سکتا ہے کیونکہ اس نے مساوات اور آزادی کو فروغ دیا یہ دستاویز مسجد نبوی میں مشاورت سے جڑی تھی اور نبی کی قیادت میں نافذ ہوئی اس نے ریاستی ڈھانچے کو قانونی برتری دی اور تنازعات کا پر امن حل ممکن بنایا یہ تفصیل واضح کرتی ہے کہ بیثاق مدینہ نے نہ صرف سیاسی اتحاد بلکہ قانونی استحکام بھی فراہم کیا جو اسلامی فکر کا مشترکہ اثاثہ ہے اور جدید آئینوں میں اس کے اصولوں کو اپنایا جاسکتا ہے۔

قانون سازی میں وحی اور اجتہاد کا کردار اور اقلیتوں کے حقوق و قانونی تحفظات

قانون سازی میں وحی اور اجتہاد کا کردار ریاست مدینہ کے آئینی ڈھانچے کا مرکزی عنصر تھا جہاں قرآن کی ہدایات حتمی تھیں اور نبی کریم اجتہاد کے ذریعے نئے حالات کے مطابق فیصلے کرتے تھے یہ کردار عدل کو یقینی بناتا تھا اور اقلیتوں کے حقوق کو قانونی تحفظ دیتا تھا یہودی قبائل کو مذہبی آزادی اور معاہداتی تحفظ دیا گیا جو کثیر المذہب ریاست کی مثال تھا نبی کریم نے وحی کی روشنی میں قوانین بنائے اور اجتہاد سے انہیں عملی شکل دی مالک بن انس نے اس کردار کی تفصیل بیان کی ہے کہ مدینہ میں قانون سازی وحی اور سنت پر مبنی تھی جو اجتہاد سے توسیع پذیر ہوتی تھی²³۔ اس کے علاوہ اقلیتوں کے حقوق کو خاص قانونی تحفظ ملا جہاں ان کے جان و مال کی حفاظت کی گئی اور جزیہ کے بدلے ان کی سلامتی یقینی بنائی گئی ابو بکر احمد بن حسن بیہقی نے لکھا ہے کہ ریاست مدینہ میں اقلیتوں کو برابر تحفظ دیا جاتا تھا جو عدل کی بنیاد پر تھا²⁴۔ مزید برآں وحی اور اجتہاد نے قانون کو متحرک بنایا جو نئے چیلنجز کا مقابلہ کر سکتا تھا اور اقلیتوں کے لیے مذہبی آزادی کو یقینی بناتا تھا یہ نظام معاشی استحصال ختم کرتا تھا اور سماجی ہم آہنگی پیدا کرتا تھا اقلیتوں کے قانونی تحفظات نے کثیر المذہب معاشرے کو پر امن رکھا اور ریاست کی طاقت بڑھائی آج کے تناظر میں یہ اصول جدید قوانین کے لیے رہنمائی کر سکتے ہیں کیونکہ وحی اخلاقی بنیاد دیتا ہے اور اجتہاد پلک پیدا کرتا ہے یہ کردار ذمہ دار قیادت کو بھی مضبوط کرتا تھا جہاں حکمران قرآن و سنت کے تابع رہتا تھا اس طرح قانون سازی کا یہ امتزاج ریاست مدینہ کو مثالی بناتا تھا اور اقلیتوں کے حقوق انسانی مساوات کی علامت تھے یہ تفصیل بتاتی ہے کہ وحی اور اجتہاد کے توازن سے ہی مضبوط قانونی ڈھانچہ وجود میں آتا ہے جو سب کے لیے انصاف یقینی بناتا ہے۔

معاشی حکمرانی کے اصول

ریاست مدینہ میں معاشی حکمرانی کے اصول نبی کریم کی قیادت میں الہی ہدایات اور عملی سنت پر قائم تھے جو معاشی عدل، تقسیم دولت اور فلاحی ریاست کی بنیاد رکھتے تھے یہ اصول توحید کی حاکمیت کو معاشی معاملات میں بھی لاگو کرتے تھے جہاں دولت اللہ کی امانت تھی اور اس کا استعمال صرف ذاتی مفاد کے لیے نہیں بلکہ اجتماعی فلاح کے لیے ہوتا تھا نبی کریم نے مدینہ میں زرعی پیداوار، تجارت اور معاشی وسائل کو منظم کیا تاکہ غربت ختم ہو اور معاشرہ خود کفیل بنے معاشی اصولوں نے قبائلی استحصال ختم کر کے مساوات قائم کی اور بیت المال کا نظام متعارف کروایا جو ریاست کا مرکزی خزانہ تھا یحییٰ بن آدم نے اس معاشی حکمرانی کی تفصیل بیان کی ہے کہ نبی کریم نے مدینہ میں معاشی نظام کو عدل اور شفافیت پر قائم کیا جو ریاست کی معاشی استقامت کا باعث بنا²⁵۔ اس کے علاوہ یہ اصول تجارت کو دیانت پر مبنی بناتے تھے اور ربا، دھوکہ اور جو جیسے عناصر کو ختم کرتے تھے ابو حامد محمد بن محمد الغزالی نے لکھا ہے کہ مدینہ کی معاشی حکمرانی فلاحی تھی جو زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے دولت کی گردش کو ممکن بناتی تھی اور معاشرے کو استحصال سے پاک

²¹ ابو عبید، قاسم بن سلام، کتاب الاموال، دار الشروق، قاہرہ، 1968ء، ص 204

²² عبد الرحمن بن خلدون، مقدمہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1960ء، جلد 1، ص 189

²³ مالک بن انس، الموطن، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1985ء، جلد 2، ص 456

²⁴ ابو بکر احمد بن حسن بیہقی، السنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1994ء، جلد 8، ص 112

²⁵ یحییٰ بن آدم القرشی، کتاب الخراج، المطبعۃ السلفیہ، قاہرہ، 1347ھ / 1928ء، ص 89

رکھتی تھی²⁶۔ مزید برآں معاشی اصولوں میں پیداوار بڑھانے، وسائل کے منصفانہ تقسیم اور غریبوں کی حمایت شامل تھی جو ریاست کو ایک مثالی معاشی نمونہ بناتے تھے یہ اصول آج بھی جدید معاشی چینلر کے لیے رہنمائی کر سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے معاشی عدم مساوات ختم کی اور اجتماعی ذمہ داری کو فروغ دیا معاشی حکمرانی مسجد نبوی سے چلتی تھی جہاں مشاورت سے فیصلے ہوتے تھے اور نبی کی قیادت میں معاشی پالیسیاں بنتی تھیں یہ نظام ذمہ دارانہ استعمال کو یقینی بناتا تھا جہاں دولت کا جمع کرنا نہیں بلکہ گردش کرنا اصل مقصد تھا اس طرح ریاست مدینہ کے معاشی اصولوں نے ایک کثیر المذہب معاشرے کو معاشی طور پر مضبوط کیا اور اسلامی تاریخ میں ایک سنہرے باب رقم کیا یہ تفصیل بتاتی ہے کہ معاشی حکمرانی اپنی اصولوں پر قائم رہنے سے ہی مستحکم اور فلاحی ہوتی ہے جو عوامی فلاح اور معاشی استحکام کو یقینی بناتی ہے۔

زکوٰۃ، صدقات اور بیت المال کا نظام

زکوٰۃ، صدقات اور بیت المال کا نظام ریاست مدینہ کے معاشی حکمرانی کا اہم ستون تھا جو نبی کریم نے قائم کیا اور قرآن کی ہدایت کے مطابق معاشی عدل کو عملی شکل دی یہ نظام دولت کی تقسیم کو منظم کرتا تھا اور غریبوں، یتیموں اور مسافروں کو سہارا دیتا تھا زکوٰۃ لازمی تھی جبکہ صدقات رضاکارانہ جو معاشرتی ہم آہنگی بڑھاتے تھے بیت المال ریاست کا مرکزی خزانہ تھا جہاں تمام آمدنی جمع ہوتی تھی اور شفاف طریقے سے خرچ ہوتی تھی نبی کریم نے زکوٰۃ کے نصاب اور شرح مقرر کی جو معاشی توازن قائم کرتی تھی احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ نے اس نظام کی تفصیل دی ہے کہ مدینہ میں زکوٰۃ اور صدقات معاشی استحکام کا ذریعہ تھے جو بیت المال کو فلاحی مقاصد کے لیے استعمال کرتے تھے²⁷۔ اس کے علاوہ بیت المال کا نظام معاشی شفافیت کو یقینی بناتا تھا جہاں آمدنی اور خرچ کا حساب کتاب رکھا جاتا تھا اور کوئی بد عنوانی نہیں ہوتی تھی محمد بن احمد القرطبی نے لکھا ہے کہ زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے معاشرے میں دولت کی گردش ہوتی تھی جو غربت کے خاتمے میں مددگار ثابت ہوتی تھی²⁸۔ مزید برآں یہ نظام معاشی عدل کو فروغ دیتا تھا کیونکہ امیر لوگوں سے لے کر غریبوں میں تقسیم کیا جاتا تھا اور صدقات رضاکارانہ طور پر معاشرتی مسائل حل کرتے تھے زکوٰۃ نے پیداواری وسائل پر ٹیکس لگا کر دولت کی جمع شدگی روکی اور بیت المال نے جنگی مال، جزیہ اور دیگر آمدنی کو منظم کیا یہ نظام کثیر المذہب ریاست میں بھی اقلیتوں کی فلاح کرتا تھا اور معاشی ہم آہنگی پیدا کرتا تھا آج کے تناظر میں یہ اصول جدید فلاحی ریاستوں کے لیے رہنمائی کر سکتے ہیں کیونکہ زکوٰۃ معاشی گردش بڑھاتی ہے اور صدقات سماجی بھائی چارہ مضبوط کرتے ہیں بیت المال کی شفافیت نے کرپشن کا خاتمہ کیا اور عوام میں اعتماد پیدا کیا یہ نظام نبی کی سنت سے مستند تھا جو آج بھی مسلم معاشروں کو معاشی طور پر خود کفیل بنا سکتا ہے اس طرح زکوٰۃ، صدقات اور بیت المال نے معاشی حکمرانی کو فلاحی اور عدل پر مبنی بنایا جو اسلامی معاشی فکر کا جوہر ہے۔

غربت کے خاتمہ کے عملی اقدامات اور تجارت، دیانت اور معاشی شفافیت

غربت کے خاتمہ کے عملی اقدامات ریاست مدینہ میں نبی کریم نے کیے جو زکوٰۃ، صدقات، مواخات اور بیت المال کے ذریعے ممکن ہوئے یہ اقدامات معاشی عدم مساوات ختم کرتے تھے اور ہر فرد کو بنیادی ضروریات فراہم کرتے تھے تجارت کو دیانت اور شفافیت پر مبنی بنایا گیا جہاں ناپ تول میں کمی، دھوکہ اور جھوٹی قسموں سے منع کیا گیا نبی کریم نے بازاروں کی نگرانی کی اور دیانت دار تاجروں کو ترغیب دی غربت کے خاتمے کے لیے مہاجرین کو انصار کے ساتھ شراکت دی گئی جو معاشی خود کفالت کا ذریعہ بنی عبد الرحمن بن خلدون نے اس اقدامات کی تفصیل بیان کی ہے کہ مدینہ میں غربت کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات نے معاشرے کو مستحکم کیا اور تجارت دیانت پر قائم تھی²⁹۔ اس کے علاوہ معاشی شفافیت نے اعتماد پیدا کیا جہاں معاملات لکھے جاتے تھے اور گواہ رکھے جاتے تھے جو دھوکہ سے بچاتے تھے ابن قدامہ المقدسی نے لکھا ہے کہ نبی کریم نے تجارت میں دیانت کو لازمی قرار دیا جو غربت ختم کرنے والے اقدامات کی تکمیل کرتا تھا³⁰۔ مزید برآں غربت کے خاتمے کے اقدامات میں تعلیم، زراعت اور ہنر مندی کو فروغ دیا گیا جو لوگوں کو روزگار دیتا تھا اور تجارت کی دیانت نے معاشی ترقی ممکن بنائی یہ اقدامات معاشرتی ہم آہنگی بھی بڑھاتے تھے کیونکہ غریب امیر کا فرق کم ہوتا تھا معاشی شفافیت نے کرپشن روکا اور بیت المال کے ذریعے وسائل کی منصفانہ تقسیم ہوئی آج کے تناظر میں یہ اصول جدید معاشی پالیسیوں کے لیے رہنمائی کر سکتے ہیں کیونکہ دیانت دار تجارت معاشی اعتماد بڑھاتی ہے اور غربت خاتمے کے اقدامات فلاحی ریاست بناتے ہیں یہ نظام قبائلی استحصال ختم کر کے ایک متحد معاشی معاشرہ قائم کرتا تھا جو اسلامی معاشی فکر کا مثالی نمونہ

²⁶ ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار المعرفۃ، بیروت، 1982ء، جلد 2، ص 312

²⁷ احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، الحسب فی الاسلام، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1980ء، ص 67

²⁸ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1988ء، جلد 3، ص 245

²⁹ عبد الرحمن بن خلدون، مقدمہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1960ء، جلد 2، ص 312

³⁰ ابن قدامہ المقدسی، المغنی، دار الفکر، بیروت، 1985ء، جلد 4، ص 189

ہے یہ تفصیل بتاتی ہے کہ غربت کے خاتمے، تجارت کی دیانت اور معاشی شفافیت کے بغیر کوئی معاشی حکمرانی کامیاب نہیں ہو سکتی جو انسانی فلاح اور معاشرتی عدل کو یقینی بناتی ہے۔

سماجی حکمرانی اور عوامی فلاح

ریاست مدینہ میں سماجی حکمرانی اور عوامی فلاح کا نظام نبی کریم کی قیادت میں قائم ہوا جو انسانی اخوت، مساوات اور فلاحی اصولوں پر مبنی تھا یہ حکمرانی قبائلی تقسیم کو ختم کر کے ایک متحد معاشرہ بناتی تھی جہاں ہر فرد کی فلاح ریاست کی ذمہ داری تھی اور عوامی خوشحالی کو مرکزی اہمیت دی جاتی تھی نبی کریم نے ہجرت کے بعد مدینہ میں سماجی ہم آہنگی قائم کی جس سے غریب اور امیر، مہاجر اور انصار ایک دوسرے کے بھائی بن گئے اور معاشرتی عدل پر مبنی فلاح کا نظام وجود میں آیا یہ سماجی حکمرانی نہ صرف سیاسی بلکہ اخلاقی بھی تھی جو عوام کی بنیادی ضروریات پوری کرتی تھی علی بن محمد ابن الاثیر نے اس سماجی حکمرانی کی تفصیل بیان کی ہے کہ نبی کریم نے مدینہ میں اخوت اور مساوات پر مبنی نظام قائم کیا جو عوامی فلاح کا باعث بنا³¹۔ اس کے علاوہ عوامی فلاح میں تعلیم، صحت اور معاشرتی حمایت شامل تھی جو معاشرے کو مستحکم بناتی تھی ابو الحسن علی بن الحسین المسعودی نے لکھا ہے کہ ریاست مدینہ کی سماجی حکمرانی انسانی dignity کو مرکزی حیثیت دیتی تھی اور کثیر المذہب معاشرے میں ہم آہنگی قائم کرتی تھی³²۔ مزید برآں یہ نظام مواخات کے ذریعے سماجی اتحاد کو فروغ دیتا تھا جہاں مہاجرین کو انصار کے گھروں میں جگہ دی گئی اور باہمی تعاون کا ماحول بنایا گیا سماجی حکمرانی نے قبائلی تعصب ختم کر کے مساوات قائم کی اور عوامی فلاح کو زکوٰۃ، صدقات اور بیت المال سے ممکن بنایا یہ نظام آج بھی جدید ریاستوں کے لیے رہنمائی کر سکتا ہے کیونکہ اس نے انسانی rights کو یقینی بنایا اور کمزور طبقات کی حمایت کی سماجی حکمرانی مسجد نبوی کو مرکز بنا کر چلتی تھی جہاں اخلاقی اصلاح اور تعلیم کا اہتمام ہوتا تھا اس طرح عوامی فلاح سماجی ہم آہنگی اور معاشرتی عدل سے جڑی تھی جو ریاست مدینہ کو مثالی بناتی تھی یہ تفصیل بتاتی ہے کہ سماجی حکمرانی کے بغیر عوامی فلاح نامکمل رہتی ہے اور اخوت ہی معاشرے کی بنیاد ہوتی ہے۔

اخوت، مساوات اور انسانی dignity اور خواتین، بچوں اور کمزور طبقات کے حقوق

اخوت، مساوات اور انسانی dignity ریاست مدینہ کے سماجی حکمرانی کے بنیادی اصول تھے جو نبی کریم نے قائم کیے اور تمام انسانوں کو برابر حقوق دیے یہ اصول قبائلی اور نسلی برتری ختم کرتے تھے اور ہر فرد کی dignity کو محفوظ رکھتے تھے خواتین، بچوں اور کمزور طبقات کے حقوق کو خاص اہمیت دی گئی جہاں عورتوں کو تعلیم، ملکیت اور احترام کا حق ملا بچوں کی تربیت اور کمزوروں کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری تھی نبی کریم نے عورتوں کے حقوق کی مثال قائم کی اور انہیں معاشرتی معاملات میں شامل کیا ابن حزم نے اس اصولوں کی تفصیل بیان کی ہے کہ اسلام میں انسانی dignity اور مساوات سب کے لیے یکساں ہے اور خواتین کو مکمل حقوق حاصل ہیں³³۔ اس کے علاوہ بچوں اور کمزور طبقات کے حقوق میں تعلیم، پرورش اور تحفظ شامل تھا جو معاشرتی فلاح کو ممکن بناتا تھا محمد بن احمد الذہبی نے لکھا ہے کہ مدینہ میں اخوت نے انسانی dignity کو فروغ دیا اور کمزور طبقات کو برابر مقام دیا³⁴۔ مزید برآں خواتین کے حقوق میں وراثت، نکاح اور تعلیم شامل تھیں جو ان کی dignity کو محفوظ رکھتے تھے بچوں کی اخلاقی تربیت کو لازمی قرار دیا گیا تاکہ معاشرہ اخلاقی طور پر مضبوط بنے یہ اصول کثیر المذہب معاشرے میں بھی اقلیتوں کی dignity یقینی بناتے تھے اور کمزور طبقات کی حمایت کرتے تھے اخوت نے معاشرتی ہم آہنگی پیدا کی اور مساوات نے تمام فرقوں کو برابر حقوق دیے انسانی dignity کا تصور آج بھی عالمی انسانی rights کی بنیاد بن سکتا ہے کیونکہ اس نے غلامی اور استحصال ختم کیا اور سب کو برابر مقام دیا یہ نظام نبی کی سنت سے مستمد تھا جو آج مسلم معاشروں کو متحد کر سکتا ہے اس طرح اخوت، مساوات اور dignity نے سماجی حکمرانی کو فلاحی بنایا اور خواتین، بچوں اور کمزور طبقات کے حقوق کو یقینی بنایا جو اسلامی سماجی فکر کا جوہر ہے۔

تعلیم، تربیت اور اخلاقی اصلاح کا نظام

تعلیم، تربیت اور اخلاقی اصلاح کا نظام ریاست مدینہ کے سماجی حکمرانی کا اہم حصہ تھا جو نبی کریم نے مسجد نبوی اور صفہ کے ذریعے قائم کیا یہ نظام مرد و زن دونوں کے لیے لازمی تھا اور معاشرے کو اخلاقی طور پر بلند کرتا تھا تعلیم قرآن و سنت پر مبنی تھی جو تربیت اور اخلاقی اصلاح کو فروغ دیتی تھی نبی کریم نے خواتین اور بچوں کی تعلیم پر زور دیا تاکہ معاشرہ علم و اخلاق سے آراستہ ہو فخر الدین الرازی نے اس نظام کی تفصیل بیان کی ہے کہ مدینہ میں تعلیم اور اخلاقی اصلاح سماجی فلاح کا ذریعہ تھی³⁵۔ اس کے علاوہ تربیت کا

³¹ ابن الاثیر، علی بن محمد، الکامل فی التاریخ، دار صادر، بیروت، 1965ء، جلد 2، ص 78

³² المسعودی، ابو الحسن علی بن الحسین، مروج الذهب و معادن الجوہر، دار الاندلس، بیروت، 1965ء، جلد 1، ص 189

³³ ابن حزم، علی بن احمد، المحلی، دار الفکر، بیروت، 1980ء، جلد 3، ص 325

³⁴ الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 1985ء، جلد 2، ص 145

³⁵ الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، التفسیر الکبیر مفتاح الغیب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1990ء، جلد 8، ص 234

نظام اخلاقی اقدار کو فروغ دیتا تھا جہاں بچوں اور خواتین کو حسن سلوک اور معاشرتی ذمہ داریاں سکھائی جاتی تھیں جلال الدین السیوطی نے لکھا ہے کہ نبی کریم نے تعلیم کو لازمی قرار دیا جو اخلاقی اصلاح کا باعث بنتی تھی³⁶۔ مزید برآں یہ نظام معاشرتی مسائل حل کرتا تھا اور انسانی dignity کو اخلاقی بنیاد دیتا تھا تعلیم نے خواتین کو معاشرتی کردار ادا کرنے کے قابل بنایا اور بچوں کی تربیت نے آنے والی نسلوں کو تیار کیا اخلاقی اصلاح نے جھوٹ، دھوکہ اور برائیوں کا خاتمہ کیا اور معاشرے کو پر امن بنایا یہ نظام آج بھی جدید تعلیمی پالیسیوں کے لیے رہنمائی کر سکتا ہے کیونکہ تعلیم کے بغیر اخلاقی اصلاح ممکن نہیں اور تربیت ہی معاشرے کی بنیاد ہوتی ہے تعلیم و تربیت مسجد نبوی سے شروع ہو کر پورے معاشرے تک پھیل گئی جو سماجی ہم آہنگی پیدا کرتی تھی اس طرح تعلیم، تربیت اور اخلاقی اصلاح نے ریاست مدینہ کو مثالی سماجی نمونہ بنایا جو انسانی فلاح اور معاشرتی عدل کو یقینی بناتا تھا یہ تفصیل بتاتی ہے کہ اخلاقی اصلاح کے بغیر کوئی سماجی حکمرانی کامیاب نہیں ہو سکتی جو عوامی فلاح اور انسانی dignity کو مضبوط کرتی ہے۔

دفاعی و خارجہ پالیسی کے اصول

ریاست مدینہ میں دفاعی و خارجہ پالیسی کے اصول نبی کریم کی قیادت میں امن، عدل اور حکمت پر مبنی تھے جو ریاست کی حفاظت، توسیع اسلام اور بین الاقوامی تعلقات کو منظم کرتے تھے یہ اصول دفاعی جنگ کو محدود رکھتے تھے اور معاہدات کے ذریعے امن کو ترجیح دیتے تھے جہاں دشمن کے ساتھ بھی انصاف کا معاملہ کیا جاتا تھا نبی کریم نے ہجرت کے بعد مدینہ کو محفوظ بنانے کے لیے سفارتی خطوط بھیجے اور قبائل سے معاہدے کیے جو خارجہ پالیسی کی بنیاد بنے یہ پالیسی توحید کی دعوت اور انسانی حقوق پر قائم تھی جو کثیر المذاہب معاشرے میں ہم آہنگی پیدا کرتی تھی عبد الرحمن بن عبد اللہ السہیلی نے اس اصولوں کی تفصیل بیان کی ہے کہ نبی کریم نے خارجہ پالیسی میں امن کو مقدم رکھا اور دفاعی اقدامات سے ریاست کو مستحکم کیا³⁷۔ اس کے علاوہ یہ اصول جنگی اخلاقیات کو فروغ دیتے تھے جہاں غیر مسلموں، خواتین اور بچوں کی حفاظت لازمی تھی محمد بن الحسن الشیبانی نے لکھا ہے کہ مدینہ کی دفاعی پالیسی عدل اور معاہدات پر قائم تھی جو بین الاقوامی تعلقات میں رہنمائی کرتی تھی³⁸۔ مزید برآں خارجہ پالیسی نے ایسیہ، روم اور فارس جیسے ممالک سے سفارتی روابط قائم کیے جو اسلام کی دعوت کو پھیلاتے تھے دفاعی اصولوں میں عسکری تنظیم اور مشاورت شامل تھی جو ریاست کو بیرونی خطرات سے بچاتی تھی یہ پالیسی آج بھی جدید ریاستوں کے لیے مثالی ہے کیونکہ اس نے جارحیت کی بجائے دفاع کو ترجیح دی اور انسانی حقوق کا احترام کیا خارجہ پالیسی مسجد نبوی میں مشاورت سے چلتی تھی جہاں نبی کی قیادت میں فیصلے ہوتے تھے اس طرح دفاعی و خارجہ اصولوں نے ریاست مدینہ کو ایک طاقتور اور پر امن ریاست بنایا جو اسلامی تاریخ کا سنہرا نمونہ ہے یہ تفصیل بتاتی ہے کہ حکمت اور عدل پر مبنی پالیسی ہی ریاست کو مستحکم اور محفوظ رکھتی ہے۔

امن، معاہدات اور سفارتی تعلقات

امن، معاہدات اور سفارتی تعلقات ریاست مدینہ کی خارجہ پالیسی کا مرکزی ستون تھے جو نبی کریم نے قائم کیا اور بیثباتی مدینہ سے شروع ہو کر بین الاقوامی سطح پر پھیلے یہ اصول جارحانہ جنگ سے منع کرتے تھے اور معاہدات کے ذریعے امن کو یقینی بناتے تھے نبی کریم نے مختلف قبائل اور ممالک کے ساتھ معاہدے کیے جو سفارتی تعلقات کی بنیاد بنے اور اسلام کی دعوت کو پر امن طریقے سے پھیلا یا صلح حدیبیہ اس کی بہترین مثال تھی جو طویل امن کا باعث بنی ابن اسحاق نے اس معاہدات کی تفصیل بیان کی ہے کہ نبی کریم نے سفارتی خطوط کے ذریعے امن اور دعوت کا پیغام دیا جو خارجہ پالیسی کو مضبوط کرتا تھا³⁹۔ اس کے علاوہ سفارتی تعلقات نے ایسیہ کے بادشاہ نجاشی اور دیگر حکمرانوں سے روابط قائم کیے جو اسلام کی حمایت اور تحفظ کا باعث بنے ابو بکر محمد بن الحسن الشیبانی نے لکھا ہے کہ معاہدات اور امن کی پالیسی نے ریاست مدینہ کو بین الاقوامی سطح پر وقعت دلائی⁴⁰۔ مزید برآں یہ اصول انسانی حقوق کا احترام کرتے تھے اور جنگی قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے معاہدات میں مذہبی آزادی اور تجارت کی ضمانت دی جاتی تھی جو کثیر المذاہب تعلقات کو فروغ دیتا تھا سفارتی تعلقات نے مدینہ کو محفوظ بنایا اور بیرونی حملوں سے بچایا یہ پالیسی آج کے عالمی نظام کے لیے رہنمائی کر سکتی ہے کیونکہ امن اور معاہدات ہی مستحکم تعلقات قائم کرتے ہیں نبی کی قیادت میں سفارت کار بھیجے جاتے تھے جو حکمت سے کام لیتے تھے اس طرح امن اور معاہدات نے خارجہ پالیسی کو اخلاقی بنیاد دی جو اسلامی فکر کا جوہر ہے یہ تفصیل واضح کرتی ہے کہ سفارتی حکمت کے بغیر کوئی خارجہ پالیسی کامیاب نہیں ہو سکتی جو ریاست کی فلاح اور عالمی امن کو یقینی بناتی ہے۔

³⁶ السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، دار الفکر، بیروت، 1993ء، جلد 2، ص 156

³⁷ عبد الرحمن بن عبد اللہ السہیلی، الروض الانف، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1978ء، جلد 3، ص 145

³⁸ محمد بن الحسن الشیبانی، السیر الکبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، جلد 1، ص 89

³⁹ ابن اسحاق، محمد بن اسحاق بن یسار، السیرۃ النبویہ، تحقیق احمد فرید المزیدی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2004ء، ص 312

⁴⁰ ابو بکر محمد بن الحسن الشیبانی، السیر الصغیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1995ء، ص 67

دفاعِ ریاست اور عسکری تنظیم اور جنگی اخلاقیات اور انسانی حقوق

دفاعِ ریاست اور عسکری تنظیم ریاست مدینہ کی دفاعی پالیسی کا اہم حصہ تھا جو نبی کریم نے غزوات اور سریوں کے ذریعے قائم کیا اور جنگی اخلاقیات کو لازمی قرار دیا عسکری تنظیم میں مشاورت، انضباط اور حکمت شامل تھی جو فوج کو منظم بناتی تھی جنگی اخلاقیات نے غیر مسلحوں، خواتین، بچوں اور مزارعوں کی حفاظت کی اور انسانی حقوق کا احترام کیا نبی کریم نے جنگ میں بھی انصاف کا حکم دیا جو دفاع کو جارحیت سے الگ کرتا تھا ابن سعد نے اس عسکری تنظیم کی تفصیل بیان کی ہے کہ مدینہ میں دفاع کے لیے منظم فوج تیار کی گئی جو انسانی حقوق کی پاسداری کرتی تھی⁴¹۔ اس کے علاوہ جنگی اخلاقیات نے قیدیوں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا اور تشدد سے منع کیا جو اسلامی جنگی قوانین کی بنیاد بنا ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ نبی کریم کی دفاعی پالیسی اخلاقی اصولوں پر قائم تھی جو عسکری تنظیم کو مضبوط کرتی تھی⁴²۔ مزید برآں دفاعِ ریاست میں خندق اور دیگر حکمت عملی استعمال ہوئی جو عسکری تنظیم کی مثال تھی جنگی اخلاقیات نے شہریوں اور ماحول کی حفاظت کی اور انسانی حقوق کو مرکزی حیثیت دی یہ اصول آج بھی جدید جنگی قوانین کے لیے رہنمائی کر سکتے ہیں کیونکہ اخلاقیات کے بغیر دفاع جارحیت بن جاتا ہے عسکری تنظیم مسجد نبوی میں مشاورت سے تیار ہوتی تھی جو فوج کو نظم و ضبط سکھاتی تھی اس طرح دفاع اور جنگی اخلاقیات نے ریاست مدینہ کو محفوظ اور مثالی بنایا جو اسلامی دفاعی فکر کا جوہر ہے یہ تفصیل بتاتی ہے کہ انسانی حقوق اور اخلاقیات پر مبنی دفاع ہی حقیقی فتح دلاتا ہے جو ریاست کی بقا اور عالمی امن کو یقینی بناتا ہے۔

شیعہ و سنی روایتوں میں اختلافی و اتفاقی پہلو

ریاست مدینہ کے بارے میں شیعہ اور سنی روایتوں میں اختلافی و اتفاقی پہلو واضح طور پر سامنے آتے ہیں جہاں دونوں مکاتب فکر نبی کریم کی قیادت اور ریاست کے قیام کو ایک مثالی نمونہ ماننے میں مگر تفسیر اور بعد کی تشریح میں کچھ فرق موجود ہے یہ روایات اسلامی تاریخ کے اس بنیادی دور کو بیان کرتی ہیں جو ہجرت کے بعد قائم ہونے والے معاشرتی اور سیاسی ڈھانچے پر مبنی تھا اور دونوں روایات میں بیثاق مدینہ کو پہلا تحریری دستور تسلیم کیا جاتا ہے جو امن و عدل کی بنیاد رکھتا تھا شیعہ روایات اس دور کو نبی کی الہی ولایت کا عملی نمونہ قرار دیتی ہیں جبکہ سنی روایات اسے شوریٰ اور اجتماعی اجماع کا نمونہ سمجھتی ہیں الشہرستانی نے اس اختلافی و اتفاقی پہلو کی تفصیل بیان کی ہے کہ دونوں روایات میں انسانی مساوات اور فلاحی اصول مشترک ہیں مگر قیادت کے تناظر میں اختلاف پیدا ہوتا ہے جو امت کی وحدت کو متاثر کر سکتا ہے⁴³۔ اس کے علاوہ یہ روایات دونوں میں مسجد نبوی کی مرکزیت، مواخات اور معاشی عدل جیسے پہلوؤں پر مکمل اتفاق رکھتی ہیں جو ریاست کو ایک متحد اکائی بناتے تھے ابن عبد البر نے تاریخی روایات کے مطالعہ میں لکھا ہے کہ شیعہ و سنی دونوں روایتوں میں نبی کی سنت اور قرآنی احکامات ریاست کے اصول ہیں جو اختلافات سے بالاتر ہیں اور امت کو متحد رکھ سکتے ہیں⁴⁴۔ مزید برآں یہ پہلو روایات کے تنقیدی مطالعہ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں کیونکہ دونوں مکاتب کے ماخذ ایک دوسرے کی تکمیل کر سکتے ہیں اگر انہیں غیر جانبدارانہ طور پر دیکھا جائے شیعہ روایات امامت کو الہی تقرر پر مبنی مانتی ہیں جبکہ سنی روایات خلافت کو انتخابی عمل سمجھتی ہیں مگر دونوں میں عدل اجتماعی اور اقلیتوں کے حقوق پر اتفاق ہے یہ اختلافات نبی کے وصال کے بعد شروع ہوتے ہیں جبکہ ریاست مدینہ کے قیام اور اصولوں پر کوئی بنیادی اختلاف نہیں یہ روایات ایک دوسرے کو چیلنج نہیں بلکہ تکمیل کرتی ہیں اور آج کے تناظر میں وحدت امت کی بنیاد بن سکتی ہیں اگر ان کے اتفاقی پہلوؤں پر توجہ دی جائے روایات کا تنقیدی مطالعہ ضروری ہے تاکہ فرقہ واریت کم ہو اور مشترکہ ورثہ کو سامنے لایا جائے یہ تفصیل بتاتی ہے کہ شیعہ و سنی روایات ریاست مدینہ کو اسلامی فکر کا مشترکہ اثاثہ قرار دیتی ہیں جو اختلافات کے باوجود اتفاقی اصولوں پر قائم ہے اور امت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

قیادت و خلافت کے مسئلہ میں اختلافات

قیادت و خلافت کے مسئلہ میں شیعہ و سنی روایتوں کے اختلافات بنیادی طور پر نبی کریم کے بعد جانشینی سے جڑے ہیں جہاں شیعہ روایات علی کی منصوص امامت پر زور دیتی ہیں جبکہ سنی روایات سقیفہ کی بیعت اور شوریٰ کے عمل کو جائز مانتی ہیں یہ اختلافات ریاست مدینہ کے دور میں نہیں بلکہ آپ کے وصال کے فوراً بعد سامنے آئے اور امت کی سیاسی تاریخ کو متاثر کیا ابن ابی الحدید نے اس اختلاف کی تفصیل بیان کی ہے کہ شیعہ روایت قیادت کو الہی تقرر پر مبنی سمجھتی ہے جو نبی کی سنت کا تسلسل ہے اور خلافت کو انتخابی عمل نہیں مانتی⁴⁵۔ اس کے علاوہ سنی روایات خلافت کو اجتماعی اجماع اور شوریٰ پر مبنی قرار دیتی ہیں جو نبی کے بعد ابو بکر کی بیعت کو جواز دیتی ہیں ابن حجر العسقلانی نے لکھا ہے کہ

⁴¹ ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر، بیروت، 1968ء، جلد 2، ص 189

⁴² ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ، الاممۃ والسیاسة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، جلد 1، ص 78

⁴³ الشہرستانی، محمد بن عبد الکریم، الملل والنحل، دار المعرفہ، بیروت، 1986ء، جلد 1، ص 250

⁴⁴ ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاح، دار الحیلم، بیروت، 1992ء، جلد 2، ص 180

⁴⁵ ابن ابی الحدید، عبد الحمید بن ہبہ اللہ، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1959ء، جلد 1، ص 300

قیادت کے مسئلہ میں سنی روایت تاریخی تسلسل اور صحابہ کے اجماع کو بنیاد بناتی ہے جو خلافت راشدہ کو مستحکم کرتی ہے⁴⁶۔ مزید برآں یہ اختلافات روایات کے تنقیدی مطالعہ کی ضرورت کو واضح کرتے ہیں کیونکہ دونوں مکاتب کے ماخذ ایک ہی دور کی روایات پیش کرتے ہیں مگر تفسیر مختلف ہے شیعہ روایات غدیر خم اور دیگر واقعات کو امامت کی دلیل مانتی ہیں جبکہ سنی روایات انہیں محبت اور فضیلت کے تناظر میں دیکھتی ہیں قیادت کا یہ مسئلہ ریاست مدینہ کے فلاحی اصولوں سے الگ نہیں بلکہ اس کی توسیع ہے جو امت کی وحدت کو متاثر کر سکتا ہے اگر تنقیدی مطالعہ نہ کیا جائے یہ اختلافات سیاسی ہیں نہ کہ عقائدی اور دونوں روایات نبی کی مرکزی قیادت پر متفق ہیں روایات کا تنقیدی مطالعہ ضروری ہے تاکہ تاریخی حقائق کو الگ الگ دیکھا جائے اور فرقہ واریت سے بچا جائے یہ مسئلہ آج بھی مسلم معاشروں کے لیے چیلنج ہے مگر اگر مشترکہ اصولوں پر توجہ دی جائے تو وحدت ممکن ہے یہ تفصیل واضح کرتی ہے کہ قیادت و خلافت کے اختلافات روایات کی تشریح سے جڑے ہیں جو تنقیدی مطالعہ سے حل ہو سکتے ہیں اور امت کو متحد رکھ سکتے ہیں۔

عدل، شوریٰ اور فلاحی اصولوں میں اتفاق

عدل، شوریٰ اور فلاحی اصولوں میں شیعہ و سنی روایتوں کا اتفاق مکمل ہے جو ریاست مدینہ کو دونوں کے نزدیک مثالی نمونہ بناتا ہے یہ اصول قرآنی احکامات اور نبی کی سنت سے مستمد ہیں جہاں عدل اجتماعی بنیاد قرار دیا گیا اور شوریٰ کو فیصلوں کا لازمی حصہ بنایا گیا انہی نے اس اتفاق کی تفصیل بیان کی ہے کہ دونوں روایات میں عدل اور فلاحی ریاست کے اصول مشترک ہیں جو معاشی اور سماجی ہم آہنگی قائم کرتے ہیں⁴⁷۔ اس کے علاوہ شوریٰ کا نظام دونوں روایتوں میں مشاورت اور اجتماعی ذہانت پر مبنی ہے جو نبی کی قیادت میں عملی شکل اختیار کرتا تھا یہ اصول روایات کے تنقیدی مطالعہ کی ضرورت کو بھی اجاگر کرتے ہیں تاکہ اختلافات سے بالاتر ہو کر مشترکہ ورثے کو سامنے لایا جائے الشہرستانی نے لکھا ہے کہ فلاحی اصول جیسے زکوٰۃ، صدقات اور اقلیتوں کے حقوق دونوں روایات میں متفق ہیں جو ریاست کو ایک فلاحی اکائی بناتے ہیں⁴⁸۔ مزید برآں یہ اتفاق عدل کو ریاستی بنیاد بناتا ہے جہاں مظلوم کی حمایت اور مساوات کو یقینی بنایا جاتا تھا اور شوریٰ نے قبائلی تعصب ختم کر کے امت کو متحد کیا فلاحی اصولوں نے معاشرتی ہم آہنگی پیدا کی اور روایات کے تنقیدی مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دونوں مکاتب اس مشترکہ ورثے پر متفق ہیں جو آج بھی مسلم معاشروں کے لیے رہنمائی کر سکتا ہے یہ اصول نبی کے دور میں عملی تھے اور بعد کی خلافت میں بھی تسلسل پذیر رہے روایات کا تنقیدی مطالعہ ضروری ہے تاکہ تاریخی حقائق کو غیر جانبدار طور پر دیکھا جائے اور اختلافات کو کم کیا جائے یہ اتفاق وحدت امت کی بنیاد بن سکتا ہے کیونکہ عدل، شوریٰ اور فلاحی اصول دونوں روایات میں ایک جیسے ہیں اور ریاست مدینہ کو دونوں کے نزدیک مثالی نمونہ قرار دیتے ہیں یہ تفصیل بتاتی ہے کہ روایات کے تنقیدی مطالعہ سے اتفاقی پہلوؤں کو اجاگر کیا جاسکتا ہے جو امت کے لیے مشترکہ رہنمائی کا ذریعہ بنتے ہیں اور فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر اسلامی فکر کو مضبوط کرتے ہیں۔

عصر حاضر کے لیے ریاست مدینہ کے اسباق

ریاست مدینہ کے اسباق عصر حاضر میں مسلم معاشروں کے لیے روشنی کا مینار ہیں جو عدل، مساوات اور فلاحی ریاست کے اصول پیش کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی قیادت میں قائم ہونے والی یہ ریاست قبائلی انتشار سے نکل کر ایک منظم معاشرہ بنی جہاں بیثاق مدینہ نے کثیر المذاہب پلورلزم کی مثال قائم کی۔ آج کے دور میں یہ اسباق بتاتے ہیں کہ ریاست کا مقصد صرف طاقت نہیں بلکہ انسانی فلاح، معاشی عدل اور سماجی ہم آہنگی ہے۔ زکوٰۃ اور بیت المال کا نظام غربت کے خاتمے اور دولت کی منصفانہ تقسیم کی راہ دکھاتا ہے جبکہ شوریٰ کا اصول فیصلوں میں مشاورت کی اہمیت اجاگر کرتا ہے۔ یہ اسباق جدید چیلنجز جیسے کرپشن، عدم مساوات اور فرقہ واریت کا حل پیش کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ الہی احکامات پر مبنی حکمرانی ہی مستحکم ریاست کی ضمانت ہے۔

جدید اسلامی ریاست کے لیے قابل عمل اصول اور جمہوریت، قانون کی حکمرانی

جدید اسلامی ریاست کے لیے ریاست مدینہ کے اصول انتہائی قابل عمل ہیں جو جمہوریت اور قانون کی حکمرانی کو اسلامی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہیں۔ شوریٰ کا نظام جدید پارلیمانی جمہوریت کی بنیاد بن سکتا ہے جہاں عوامی مشاورت سے فیصلے لیے جائیں اور قانون سب پر یکساں ہو۔ بیثاق مدینہ کی طرح آئین میں اقلیتوں کے حقوق، مذہبی آزادی اور عدل اجتماعی کو یقینی بنانا چاہیے۔ قانون کی حکمرانی کا تصور نبی ﷺ کی سنت سے مستمد ہے جہاں حکمران بھی قانون کے تابع ہوتا تھا۔ یہ اصول کرپشن کے خاتمے،

⁴⁶ ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفہ، بیروت، 1990، جلد 13، ص 45

⁴⁷ النووی، یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1972، جلد 12، ص 220

⁴⁸ الشہرستانی، محمد بن عبد الکریم، الملل والنحل، دار المعرفہ، بیروت، 1986، جلد 1، ص 255

شفافیت اور جوابدہی کو فروغ دیتے ہیں۔ جدید ریاست میں تعلیم، معاشی عدل اور فلاحی پروگراموں کو ترجیح دے کر ریاست مدینہ کے نمونے پر ایک متوازن معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے جو جمہوریت کو اسلامی اقدار کے ساتھ مربوط کرے۔

پاکستان اور مسلم دنیا کے لیے رہنمائی

ریاست مدینہ پاکستان اور مسلم دنیا کے لیے بہترین رہنمائی کا ذریعہ ہے جو وحدت امت، عدل اور ترقی کا راستہ دکھاتا ہے۔ پاکستان میں قبائلی، لسانی اور فرقہ وارانہ تقسیم کو ختم کرنے کے لیے مواخات اور مساوات کے اصول اپنائے جاسکتے ہیں۔ مسلم دنیا کو معاشی خود کفالت، تعلیم کی ترقی اور اخلاقی اصلاح کے لیے بیت المال اور زکوٰۃ کے نظام سے استفادہ کرنا چاہیے۔ خارجہ پالیسی میں امن، معاہدات اور دفاعی حکمت کے اصول آج کے عالمی چیلنجز کا مقابلہ کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ اگر مسلم ممالک ریاست مدینہ کے فلاحی، قانونی اور سماجی اصولوں کو اپنائیں تو نہ صرف اندرونی استحکام بلکہ عالمی سطح پر ایک متحد اور ترقی یافتہ امت وجود میں آسکتی ہے۔ یہ رہنمائی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ حقیقی کامیابی عدل اور اخلاقی اقدار میں مضمر ہے۔